سوال

(60)جو شخص بینک قانون گورنمنٹ کا ممبر ہو..اس کے پیچھے نماز کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا جو شخص سنٹرل بینک قانون گورنمنٹ کا ممبر ہواور خود بھی بینک کے زریعے روپیہ سودی بوجہ استقراضاً لیتا ہو۔اور عوام الناس کو بھی کو بھی اس سنٹرل بینک کی طرف رغبت دیتا ہو۔اور ایسے سودلینے کو جائز کہتا ہو۔1۔اور رشوت وغیرہ اعلانیہ کھاتا ہو۔اور حد درجہ کا غیبت گو ہو۔حتیٰ کہ علماء کرام موجودہ کی سبھی سخت سے سخت غیبت کرنے میں دریغ نہیں کرتا اور نہایت قبیح۔فحش۔اور فصیح ہو۔درآں حالیکہ شخص موصوف چند کتب حدیث بھی پڑھا ہو۔اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔یا نہیں۔امامت اس کی اتفاقیہ ہو یا مقررہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شخص مذکور میں اگر واقعی یہ صفات قبیح پائی جایئں۔تو امام نہ بنایا جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔اجعلوا ائمتکم خیارکم

اپنے میں سے اچھے امام کو مقرر کیا کرو۔اور اگر اتفاقیہ پڑھا رہا ہے تو مل جانا چاہیے۔بحکم وَ ارْكَعُوا مَعَ الرَّٰكِعِينَ

تشریح۔

بینک وغیرہ سے تعلق رکھنا کیسا ہے سود کے حکم میں ہے یا نہیں۔پس واضح ہو۔(1)سیونگ بنک قائم کرنے کا منشا یہ ہے کہ وہ لوگ جو تجارت پیشہ نہیں ہیں۔اوران کی رقم ان کے پاس فاضل پڑی ہے۔اس بنک میں جتنا روپیہ چاہیں جمع کریں۔اور سرکار اسے جس مصرف میں چاہے صرف کر کے فائدہ حاصل کرے۔اوراس نفع میں سے بحساب سالانہ فی صدی انہیں بھی کچھ دے۔

<u>1۔بنا بریں یہ فتویٰ یہاں درج کیا گیاہ۔راز(مرحوم)</u>

اس حالت میں روپیہ جمع کرنے والوں کو بلا مشقت نفع ملتا ہے۔یعنی وہ روپیہ دے کر روپیہ بڑھاتا ہے۔جو یقینی ربا کی صورت ہے۔جس کہ صحیح حدیث سے صاف ظاہر ہے۔لاتبیعو

الذهب بالذہب الا مثلاً بمثل ولا تشفقوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفقوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا منھا غا ئباً بنا جز(متفق علیہ)

اور صحیح مسلم میں یوں ہے ۔ الدینار بالدینار لا فضل بینھما ولدرہم بالدرہم لا فضل بینھما

دوسری روایت میں اور بھی صاف کر دیا ہے ۔ الذہب بالذہب وزناً بوزن مثلاً بمثل والفضۃ بالفضۃ وزن بوزن مثلاً بمثل فمن زاد او استزاد فھو ربآ

لیکن شراکت فی تجارت تو اس کی شکل ہی جدا ہے ۔ کیونکہ اس میں نفع و نقصان پر حصہ لگتا ہے ۔ اور بینک میں شرط نہیں پائی جاتی ہے ۔ لہذا اس مد میں روپیہ لگانا تجارت کے تحت سے خارج ہوگیا ۔ ربوا کا اصول ہے کہ اس سے شخص بلا محنت فائدہ حاصل کرتا ہے ۔ اور دوسرا مفت میں نقصان اُٹھاتا ہے ۔ اور جزو ۔ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

قابل غور ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ بینکوں میں اس کی مثال کہاں تک ملتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ حکومت روپیہ جمع کرانے والے کو انٹرسٹ دیکھ کر اپنا نقصان نہیں کرتی ہے ۔ بلکہ اس رقم سے فائدہ اُٹھا کر کچھ دیتی بھی ہے ۔

اب یہ جاننے کی ضرورت ہے ۔ کہ گورنمنٹ کو ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے ۔ یا کبھی نقصان بھی اس پر صاحب علم یا وہ اشخاص جو اس معاملے سے واقف کار ہیں ۔ روشنی ڈالیں ۔ اگر گورنمنٹ کو نقصان بھی ہوتا ہے ۔ تو وہ اس کی تلافی کی کوئی نہ کوئی صورت اختیار کرتی ہوگی ۔ یا روپیہ جمع کرنے والوں پر اس کا بار آتا ہوگا ۔ یا رعایا پر اس کا بوجھ ڈال کر اپنا نقصان پورا کرتی ہوگی ۔ واللہ اعلم

اور یہ جبر و تشدد ہمارے روپوں کی بدولت ہو ۔ غرض یہ کہ ایسے بینکوں میں شرکت کسی بھی طرح درست نہیں ۔

(2) ایک بندہ وہ بھی ہے جو مہاجنی اُصول پر چلتے ہیں ۔ امانت دار نہیں بلکہ سود خوار اس میں روپیہ جمع کرتے ہیں ۔ اور تجارت پیشے والے اس سے سودی قرض حاصل کرتے ہیں ۔ گویا اس کے قائم کرنے کا خواص منشاء یہی ہوتا ہے ۔ کہ سود لین اور دین اور اس کی ضرورت نہیں کہ اس کا استعمال کہاں ہوتا ہے ۔ اچھے کاموں میں یا بُرے کاموں میں کیونکہ اس کی بنا ہی سود پر ہے ۔ جس طرح شراب کی اس کی حرمت پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ۔ اس کا سرکہ بنانا دوا میں استعمال کرنا سب ممنوع ۔

دوسری بات یہ کہ امانت یعنی روپیہ جو بینک میں جمع رہتا ہے ۔ اس کا زمہ دار بینک خود ہے ۔ اور خسارہ صرف حصہ داروں کو ہونا چاہیے ۔ لیکن چونکہ روپیہ جمع کرنے والے کو بنک بنک سے سود ملتا ہے ۔ لہذا دیوالہ نکل جانے پر اس کا خسارہ امانت داروں پر بھی پڑتا ہے ۔ یہ ایک طرفہ ڈنڈ ہے اور آخرت کا عذاب اللہ کی پناہ سخت ہے ۔ امانت کی اگر سچ پوچھیے تو یہ صورت ہی نہیں ۔ امانت اصل میں اسے کہتے ہیں ۔ کہ جو چیز جس حالت میں اور جس قدر بطور امانت رکھی جاوے ۔ وہ اسی حالت میں اور اسی قدر واپس بھی کسی حالت سے اس میں شرکت بھی جائز نہیں ۔

(3) بعض بینکوں میں یہ بھی دستور ہے ۔ امانت دار جو ان سے سود نہ لے ۔ تو وہ اس سودی رقم کو عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ آجکل کے جتنے سودی بینک اور دیگر مختلف طریقے مروج ہیں سب میں شرکت کرنا قطعی ناجائز ہے ۔ 1 ۔ لیکن جو لوگ اس میں گرفتار ہیں ۔ ان کیلئے مناسب تو یہ ہے کہ باز آ ئیں ۔

ارشاد باری تعالی ہے ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٢٧٨ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ٢٧٩

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر کر سودی کاروبار چھوڑ دو ۔ اگر ایماندار ہو ورنہ پھر اللہ سے جنگ کیلئے تیار ہو جائو ۔ اس آیت کے آخری حصہ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا

ہے۔ کہ یہ موجودہ صورت پر چسپاں نہں ہوتی۔ کیونکہ بینک خود سود دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور نہ لینے پر عیسائی مشن کے سپرد کردیتے ہیں۔ جو مذہب اسلام کیلیئے مہلک ہے۔ اس کے متعلق اخبار اہل حدیث میں فتویٰ بھی نکل چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب خلیل احمد ناظم انجمن اہل حدیث مرزا پور

(فتاویٰ ثنایئہ۔ جلد 2 صفحہ 218)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 14 ص 74

محدث فتویٰ